آزادی اور ہماری ذمہ داری

ڈاکٹر سید نیاز محمد ہمدانی

یہ مضمون یوم آزادی 2000 کے موقع پر شائع کیا گیا تھا
جو مختصر ترمیم کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیم

تیسویں پارے میں سورۂ تکاثر کی آیت نمبر ۸ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ

’’قیامت کے روز تم سے ضرور نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔‘‘

یہ آیت واضح اور صریح الفاظ میں ہمیں بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جتنی بھی نعمتیں عطا فرمائی ہیں قیامت کے دن ہمیں ان کا حساب دینے کے لئے ابھی سے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیۓ۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم ہر نعمت الٰہی کی قدر کریں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اس نعمت کی حفاظت کی حتی الامکان کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جتنی بھی نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں آزادی کو سب سے بڑی نعمت کہا جا سکتا ہے۔ نہ صرف انسان بلکہ جانوروں کے رویے کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کی کہ وہ بھی اپنی آزادی کا احساس رکھتے ہیں اور اپنی آزادی کو عزیز جانتے ہیں۔ آپ جنگل سے کسی آزاد پرندے یا جانور کو پکڑ کر اسے کسی پنجرے میں ڈال دیں۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ اس پنجرے سے نکل کر آزادی حاصل کرنے کے لیے پھڑ پھڑاتا ہے اور ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور اگر آپ پنجرے کا دروازہ کھول دیں تو وہ اس میں سے نکل کر اڑ جاتا ہے یا بھاگ جاتا ہے۔

کیوں.....؟ اس لیے کہ آزادی عزیز ہے۔

آزادی سب سے بڑی نعمت ہے۔

انسان اور انسانی معاشرہ ہمیشہ سے اپنی آزادی کی حفاظت کے لیے اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے رہے ہیں۔ انسانی معاشرہ جب قبائل کی صورت میں تھا تب بھی وہ اپنی طاقت، توانائی اور وسائل کا ایک اہم حصہ اپنی آزادی کی حفاظت کے لیے صرف کرتا تھا۔ قبائلی زندگی سے ترقی کر کے جب انسان نے جدید تمدن کی دنیا آباد کی اور ممالک میں بسنا شروع کیا تو ہر قوم اور ملک کے باشندے اپنی قومی آزادی کو اپنی ترجیحات کی فہرست میں سب سے اوپر رکھنے لگے۔

عام حالات میں بھی دنیا کی ہر حکومت قومی دفاع اور قومی سلامتی کے لئے اپنے بجٹ کا ایک بڑا حصہ مخصوص کرتی ہے۔اگر کبھی کوئی غیر معمولی صورت حال پیدا ہو جائے تو ملکی ضرورت کے دوسرے اخراجات بند یا کم کر کے انہیں بھی قومی آزادی اور قومی سلامتی کی حفاظت کے لئے صرف کیا جاتا ہے۔

کیوں....؟اس لئے کہ آزادی عزیز ہے۔

آزادی سب سے بڑی نعمت ہے۔

آزادی کی اہمیت کو اس بات سے بھی واضح کیا جاسکتا ہے کہ اگر کسی نسان کو یہ کہا جائے کہ اسے زندگی کی تمام آسائشیں، نعمتیں اور راحتیں دی جاتی ہیں لیکن اسے ان کے بدلے میں اپنی آزادی سے دست بردار ہونا پڑے گا تو کوئی آزاد انسان ،خواہ آزاد رہتے ہوئے اسے کتنی ہی مشکلات اور تکالیف برداشت کرنی پڑ رہی ہوں، کیا وہ اس مطالبے کو مان لے گا؟ ہرگز ہرگز نہیں۔کوئی بھی آزاد ضمیر اور غیرت مند انسان یہ سودا کرنے پر راضی نہ ہوگا۔اس کے بر عکس اگر کسی شخص کو قید میں زندگی کی تمام سہولتیں اور آسائشیں میسر ہوں اور اسے ان نعمتوں کو ترک کر کے آزاد ہونے کی پیشکش کی جائے تو وہ یقیناً تمام آسائشوں اور نعمتوں کو ٹھکرا کر آزادی کی راہ ہی اختیار کرے گا۔

کیوں....؟اس لئے کہ آزادی عزیز ہے۔

آزادی سب سے بڑی نعمت ہے۔

قوموں کی آزادی کا معاملہ اس سے بھی زیادہ اہم اور حساس ہے۔آزادی کے حصول کے لئے قومیں سالہا سال تک طویل اور صبر آزما جنگیں لڑتی رہی ہیں۔بعض اقوام نے تو سو سال سے بھی زیادہ عرصہ تک آزادی کی جنگ لڑی ہے۔ ہر قوم اپنی آزادی کے محافظوں کو عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتی ہے اور آزادی کی راہ میں جان دینے والے سپاہیوں کو اپنا ہیرو سمجھتی ہے۔ ہر ملک میں گمنام سپاہی کی یادگار ہوتی ہے جو درحقیقت ان تمام سپاہیوں کی یاد میں تعمیر کی جاتی ہے جنہوں نے وطن کی آزادی کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جان قربان کر دی۔موجودہ دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ کشمیر اور فلسطین کے آزادی سے محروم عوام گزشتہ پچپاس سال سے زیادہ عرصے سے آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔انہوں نے آزادی کے حصول کے لئے ہزاروں جانوں کی اور دیگر قیمتی قربانیاں دیں۔ان کے گھر ان کی نظروں کے سامنے جلائے یا مسمار کر دیئے گئے۔مگر انہوں نے آزادی کی تحریک کو ترک نہیں کیا۔

کیوں....؟اس لئے کہ آزادی عزیز ہے۔

آزادی سب سے بڑی نعمت ہے۔

برصغیر پاک و ہند ایک وسیع وعریض آزاد سلطنت تھی۔حکمرانوں کی عیاشیوں اور عوام کی غفلت اور دیگر بہت سے عوامل کے نتیجے میں یہ سلطنت انگریزوں کے قبضے میں چلی گئی۔ ہندو اور مسلمان سب مل کر اس وطن کی آزادی کے لیے میدان کارزار میں اتر آئے۔ 1857 کی جنگ آزادی ان کی اسی کوشش اور جنگ کا ایک اہم مرحلہ تھا۔اگر چہ اس جنگ میں انہیں کامیابی تو نہ ہوئی لیکن انہوں نے اپنی ہمت نہ ہاری اور اپنی پوری قوت سے اپنی آزادی دوبارہ حاصل کرنے کے لیے لڑتے رہے اور اپنی جانوں کا نذرانہ دیتے رہے۔ یہاں تک کہ انگریزوں نے مرحلہ وار ہندوستان کو آزادی دینے کا فیصلہ کرلیا۔اس مرحلے پر ہندو اور انگریز نے مل کر یہ سازش کی کہ ہندوستان کی آزادی اس انداز سے عمل میں آئے کہ انگریزوں کے جانے کے بعد ہندو حاکم اور مسلمان محکوم اور غلام رہیں۔

اس سے پہلے بھی انگریزوں کی سرپرستی میں ہندوؤں کو ہر لحاظ سے نوازا گیا اور زندگی کے ہر شعبے میں انہیں اس قدر طاقتور بنایا گیا کہ مسلمان روز بروز بدحال سے بدحال تر ہوتے گئے۔مسلم رہنماؤں نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اس کے حل کے لئے غور وفکر کرنے لگے۔آخر ایک راہِ حل نظر آیا۔وہ یہ کہ مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن حاصل کیا جائے۔ جہاں وہ آزادی کے ساتھ اپنے قومی تشخص کے ساتھ عزت و وقار کے ساتھ زندہ رہ سکیں۔

کیوں....؟ اس لئے کہ آزادی عزیز ہے۔

آزادی سب سے بڑی نعمت ہے۔

حضرت علامہ اقبالؒ کی دی ہوئی فکر اور حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی فراست وبصیرت سے سرشار قیادت میں اسلامیان برصغیر نے ۱۴اگست ۱۹۴۷ کو ایک آزاد وطن حاصل کرلیا۔جس سے دنیا کے نقشے پر سب سے بڑی اسلامی مملکت وجود میں آ گئی جس کا نام ہے ''پاکستان''

پاکستان حاصل کرنے کی تحریک چلانے والوں کے ذہن میں صرف اور صرف یہ بات تھی کہ ہم دین اسلام کے ماننے والوں کو ایک ایسی سرزمین کی ضرورت ہے جہاں ہم اپنی دینی تعلیمات اور ثقافت کے مطابق آزادی سے زندگی بسر کرسکیں دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی ذہنی کیفیت ان مسلمانوں کہ طرح تھی جن کے پاس عبادت کرنے کے لیے مسجد نہ ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لیے مسجد کی فکر کرنے لگیں۔ہم نے پاکستان اس لیے حاصل کیا تھا کہ یہاں اللہ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے میں آزاد ہوں گے۔اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان درحقیقت زمین پر قائم ایک ایسا ملک ہے جس کا تقدس مسجد کے تقدس سے کم نہیں ہے۔اس لیے کہ مسجد بھی اللہ کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہے اور پاکستان بھی آزادی سے اللہ تعالیٰ کی بندگی یعنی عبادت کے لیے بنایا گیا۔

قیام پاکستان سے قبل مسلمانوں کی حالت نہ صرف خراب تھی بلکہ روز بروز خراب تر ہوتی جارہی تھی۔ اقتصادیات اور تجارت پر ہندو اور دوسرے غیر مسلم چھائے ہوئے تھے۔ لاہور اگرچہ مسلمانوں کا شہر تھا لیکن لاہور کے انارکلی بازار میں مسلمانوں کی صرف ایک دکان تھی۔ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر انگریز اور ہندو چھائے ہوئے تھے حتیٰ کہ مسلم اکثریت کے علاقوں میں بھی تمام اعلیٰ عہدے غیر مسلموں کے پاس تھے۔ شاذونادر کہیں کوئی مسلمان افسر نظر آتا تھا۔ مسلمانوں کو چھوٹے اور گھٹیا کام دیئے جاتے تھے۔

اگر پاکستان نہ بنتا تو آج پاکستان میں جس آزادی اور سہولت سے ہم رہ رہے ہیں اس کا تصور بھی نہ کر سکتے۔ اس وقت پاکستان میں جو لکھ پتی، کروڑ پتی اور ارب پتی لوگ رہ رہے ہیں وہ سب پاکستان کے مقدس وجود کی برکت سے ہے۔ اگر پاکستان نہ بنتا تو نہر والی حویلی کے پرویز مشرف صاحب چیف آف آرمی سٹاف، چیئرمین جائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی، چیف ایگزیکٹیو اور صدر مملکت کے عہدوں کا تصور بھی نہ کر سکتے۔ اتفاق گروپ آف انڈسٹریز اور شریف سٹی جیسی جاگیروں کے مالکان متحدہ ہندوستان میں کس حیثیت کے مالک ہوتے؟ زیادہ سے زیادہ مستری محمد نواز ولد مستری محمد شریف!!!!

دولت کی ریل پیل اور امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ والے الطاف بھائی جو بھارت کو پاکستان کے ''مظالم کی داستانیں'' سناتے رہتے ہیں اور مہاجر باہنی کی باتیں کرتے ہیں، متحدہ بھارت میں ان کی کیا حیثیت ہوتی؟ شاید یہی کہ کوئی سائیکل رکشا وغیرہ چلا رہے ہوتے۔ بڑے بڑے جاگیردار اور جاگیردارنیاں، جن کی جاگیروں کو، اگرچہ غلط ہی سہی، پاکستان نے ہی تحفظ فراہم کیا ہے، اگر پاکستان نہ بنتا تو کیا ہندوستان میں ان کی وہی حیثیت ہوتی جو پاکستان میں ہے؟ یقیناً اس کا ہزارواں حصہ بھی نہ ہوتی۔

صدقے کے ٹکڑوں پر گزارا کرنے والے مولوی صاحبان جو اس مملکت خداداد میں کروڑوں کے بنک بیلنس، بڑی بڑی کوٹھیوں اور قیمتی گاڑیوں کے ساتھ پرتعیش زندگی بسر کر رہے ہیں، ذرا سوچ کر بتائیں کہ اگر پاکستان نہ ہوتا تو کیا یہ سب نعمتیں انہیں حاصل ہوتیں؟

کیا آپ نے اخبارات میں ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں کی حالت زار کا ذکر کبھی پڑھا ہے؟ کیا آپ کو معلوم ہے کہ شیرِ میسور ٹیپو سلطان کی آل واولاد ہندوستان میں رکشا چلا کر گزارا کر رہی ہے۔ نواب واجد علی شاہ فرمانروائے اودھ کا پڑپوتا اپنی بیوی سمیت ایک دینی مدرسے میں باورچی کی حیثیت سے کام کرتا رہا ہے اور شاید اب

بھی کررہاہو۔کیا یہ دومثالیں ان لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ہیں جو پاکستان کے وجودِمقدس کی برکتوں سے فیضیاب ہوتے ہیں اوراس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادانہیں کرتے۔کیا ہندوستان کی کرکٹ ٹیم کا سابق کیپٹن محمداظہرالدین ہندوستان میں اس عزت کے ہزارویں حصہ کے بارے میں بھی سوچ سکتا ہے جو پاکستان میں عمران خان کواللہ تعالیٰ نے عطافرمائی ہے؟

ہم کب تک اس وطن اوراس آزادی کی ناقدری کرتے رہیں گے؟ ہم کب تک بے حس بن کر رہیں گے؟ اگرکسی انسان کاایک بازوکسی حادثہ میں کٹ جائےتووہ ساری زندگی اپنے بازوکی جدائی کادردمحسوس کرتاہے،اس کرب میں تڑپتاہے۔صرف یہی نہیں بلکہ دوسرے بازوکی حفاظت کاپہلے سے زیادہ اہتمام کرتاہے، ہراس صورتحال سے بچنے کی کوشش کرتاہے جس سے اس کے دوسرے بازوکوکسی قسم کاخطرہ لاحق ہوسکتاہو۔

1971 میں ہم اپنی غلطیوں،کوتاہیوں ، عاقبت نااندیشی اوردیگر بہت سی وجوہات کی بنیادپراپنے ایک بازویعنی مشرقی پاکستان سے محروم ہوچکے ہیں۔کیاہم اس دردکومحسوس کرتے ہیں؟ کیاہم باقی ماندہ پاکستان کی حفاظت کے بارے میں وہی رویہ رکھتے ہیں جوایک بازوسے محروم ہوجانے والاشخص دوسرے بازوکی حفاظت کے بارے میں رکھتا ہے؟ کیایہ حقیقت نہیں ہے کہ ہم دوسرے بازوکے معاملے میں بھی وہی غلطیاں کررہے ہیں جوہم نے مشرقی پاکستان کے بارے میں کیں؟ کیایہ حقیقت نہیں ہے کہ ہمارادوسرابازوبھی جگہ جگہ سےٹوٹاہوااورزخمی زخمی ہے۔کیاہم اپنی ذاتی،گھریلو،معاشرتی،سیاسی،معاشی زندگی میں کوئی کام انجام دیتے وقت اپنے وطن کومدنظررکھتے ہیں؟ ہمارے سیاستدان،مذہبی رہنما،تاجر،صنعتکار،اساتذہ،طالب علم اوروہ ادارے جن کے بارے میں سچ بولا جائے تو ان کی توہین ہوجاتی ہے،کب تک قوم اوروطن کے مفادات کی طرف سے آنکھیں بندکرکے اپنے ذاتی یاگروہی مفادات کے اسیربنے رہیں گے؟ وہ سیاسی اورمذہبی جماعتیں جوایک دوسرے کوغدار،وطن دشمن،اوراسلام دشمن جیسے نام دیتی رہتی ہیں،وقت آنے پرچھوٹے چھوٹے مفادات کے لئےتواکٹھی ہوجاتی ہیں لیکن وطن اورقوم کے مفادات کے لئے اکٹھاہونے میں انہیں کیامشکل پیش آجاتی ہے؟ اگریہ جماعتیں ملک کی ترقی وخوشحالی اورآیندہ آنے والی نسلوں کے بہترمستقبل کے لئے اوراس مملکتِ خداداد کی حفاظت وبقاکے لئے بھی متحدہوجائیں توکونسی قیامت آجائے گی؟

پاکستان اللہ کاعظیم انعام ہے۔اس کے بارے میں ہم سے ضرورپوچھاجائے گا۔اسےلوٹ کراسلام دشمن ممالک کے بنکوں میں بھاری سرمایہ اپنے ذاتی اکاؤنٹ رکھنے والے یہ سوچیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کے

ساتھ خیانت کا کیا جواب دیں گے؟

پاکستان اسلام نے نام پر معرض وجود میں آیا۔لیکن فرقہ پرستی ،لسانی گروہ بندی اور صوبائی تعصب جیسے دھبے اس کے مقدس اور نورانی چہرے کو بدنما بنا رہے ہیں۔پاکستان کی مذہبی جماعتوں اور مذہبی طاقتوں کے لیے شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں مساجد اور امام بارگاہوں میں عبادت پولیس اور فوج کے پہرے میں ہوتی ہے۔جہاں مسجدوں ،امام بارگاہوں حتیٰ کہ قبرستانوں میں عبادت کرتے ہوئے مسلمانوں کا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل عام ہو جاتا ہے۔پاکستان کی مذہبی طاقتوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کا یہ رویہ نوجوان نسل کو اسلام سے بدگمان کر رہا ہے، وہ اپنے عمل سے نوجوان نسل کو اسلام کے قریب لانے کی بجائے اسلام سے دور کر رہی ہیں۔اگر ان کا آخرت پر ایمان ہے تو سوچیں کہ وہ اس خیانت کا کیا حساب دیں گے۔

آج کل عقل وشعور سے بے بہرہ بعض لیڈر نما افراد یہ کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ اگر ہمیں پاکستان اور مذہب میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑا تو ہم مذہب کا انتخاب کریں گے۔ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ کیا قیام پاکستان سے قبل برصغیر کے مسلمانوں کے پاس مذہب نہیں تھا؟ پھر وطن کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟اتنی بھاری قربانیاں دے کر پاکستان کیوں حاصل کیا گیا؟ کیا آزاد وطن کے بغیر آپ آزادی سے اپنے مذہب پر عمل کر سکتے ہیں؟

آیئے !اپنے آپ سے عہد کریں کہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت ،مملکت خداداد، اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قدر کریں گے۔اسے اتنا ہی مقدس سمجھیں گے جتنا کسی مسجد اور امام بارگاہ کو مقدس سمجھتے ہیں۔اس میں رہنے والے ہر شخص کو اپنا سمجھیں گے۔ایک دوسرے کو کافر ،غدار وغیرہ جیسے ناموں سے یاد نہیں کریں گے۔

آیئے !عہد کریں کہ ہم ہر قیمت پر اس وطن کی حفاظت کریں گے۔اور ہاں! مولا علی علیہ السلام کے اس قول زریں کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ

''ملک کفر کے ساتھ قائم رہ سکتا ہے مگر ظلم کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتا ''

آیئے سب مل کر اس ملک سے ظلم کا خاتمہ کرنے کا عہد کریں۔اور ظلم کا خاتمہ کرنے کا بہترین راستہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے آپ سے ،اپنے خدا سے ،اپنے وطن سے عہد کرے کہ وہ کسی پر کسی قسم کا ظلم نہیں کرے گا اس لئے کہ اگر ظلم جاری رہا تو ملک باقی نہیں رہے گا۔کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس وقت پاکستان میں دو پاکستان موجود ہیں۔ایک

امیروں کا پاکستان ہے جس میں غربت، ناخواندگی، تعلیمی مسائل، صحت کی سہولیات کے نہ ہونے والے مسائل کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اس پاکستان میں رہنے والوں کو ہر قسم کی ضرورت اور آسائش حدِ ضرورت سے کہیں بڑھ کر حاصل ہے۔ دوسرا پاکستان غریبوں کا پاکستان ہے جس میں باپ اپنے بچوں کو عید کے کپڑے فراہم نہ کر سکنے کی وجہ سے خودکشی کر جاتا ہے۔ جہاں بجلی کا بل دیکھ کر لوگوں کی حرکت قلب بند ہو جاتی ہے۔ جہاں سارا دن محنت و مشقت کرنے کے بعد انسان کو دو وقت کی روٹی بھی مشکل سے میسر ہوتی ہے۔ جہاں تعلیم و صحت کی سہولت نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔

آیئے! ان دونوں پاکستانوں کو ایک بنانے کا عہد کریں۔
ایک ایسا پاکستان، جس میں عدل اور صرف عدل ہو۔
عدل! جس کے معنی یہ ہیں کہ اپنے حق پر اکتفا کرو اور دوسروں کے حق کی حفاظت کرو۔
عدل ہوگا تو ملک باقی رہے گا۔ آزادی باقی رہے گی۔
آیئے قسم کھائیں کہ عدل قائم کریں گے تا کہ آزادی باقی رہے۔
اس لئے کہ آزادی عزیز ہے۔
آزادی سب سے بڑی نعمت ہے۔

ایک اور بات اچھی طرح سے یاد رکھنے کی ہے۔ وہ یہ کہ اسلام اور پاکستان کے دشمن ہر حال میں پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان ہی نہیں پہنچانا چاہتے بلکہ اسے صفحہ ہستی سے بھی مٹا دینا چاہتے ہیں۔ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ کے یہودیوں کو ان کی غداری کی سزا دیتے ہوئے انہیں مدینہ سے نکال دیا اور اس کے بعد جنگ خیبر میں ان کی رہی سہی طاقت کے گھمنڈ کو بھی خاک میں ملا کر انہیں مکمل شکست سے دوچار کر دیا، یہودی اسی دن سے اسلام اور مسلمانوں سے انتقام لینے کے جنون میں مبتلا ہیں۔ انہیں کسی قیمت پر یہ گوارا نہیں کہ دنیا میں کوئی طاقتور اسلامی مملکت قائم ہو سکے۔ انہوں نے عراق کی ایٹمی تنصیبات کو نشانہ بنا کر تباہ کر دیا۔ اور اس وقت بھی عراق اس طرح ان کے شکنجہ میں ہے کہ عراقی بچے دس، بیس، سینکڑوں اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں دودھ اور دوائیں نہ ہونے کی وجہ سے مر چکے ہیں۔ دوسری طرف، جس دن سے پاکستان معرضِ وجود میں آیا ہے، بھارت کا شر پسند اور تنگ نظر برہمن پاکستان کو ایک لحظہ کے لئے بھی دل سے تسلیم نہ کر سکا۔ وہ مسلسل پاکستان کو توڑنے کی چالیں چلتا رہا۔ ہم خواب غفلت میں سوئے رہے اور پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے ۲۳ برس بعد ہنود و یہود کی سازشوں کے نتیجہ میں پاکستان ٹوٹ گیا۔ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا۔ پاکستان کے ایٹمی طاقت بننے کے بعد پاکستان کے

خلاف ان کی دشمنی میں شدت آ گئی ہے۔ امریکہ، ورلڈ بنک، اقوام متحدہ، IMF وغیرہ سب یہودیوں کے ہتھیار ہیں جن سے ہر اس طاقت کا محاصرہ کرنا مقصود ہے جو یہودیوں کے لئے خطرہ بن سکتی ہو۔ پاکستان کو توڑنے کی سازشیں اور کوششیں اس وقت پوری شدت سے جاری ہیں۔ امریکہ کے جھوٹ گھڑنے کے ماہر شیاطین، جنہیں تھنک ٹینک کا نام دیا جاتا ہے، زور وشور سے یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ 2015 تک پاکستان ٹوٹ جائے گا۔ ان کی اس شیطانی بکواس کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان کے عوام کو ابھی سے اس بات کا یقین دلانا شروع کر دیں کہ پاکستان ٹوٹ کر ہی رہے گا۔ ان کا مقصد پاکستان کے مستقبل سے ہمیں مایوس کرنا ہے۔ لیکن اگر ہم یہ طے کر لیں کہ ہم مایوس نہیں ہوں گے بلکہ پاکستان کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو ناکام بنائیں گے تو یقین کیجئے کہ ہم ایسا کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے ہمیں اپنے ذاتی مفادات سے ہٹ کر صرف اور صرف وطن اور قوم کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ اس سلسلہ میں زیادہ سنگین ذمہ داری ان لوگوں کی ہے جو زیادہ طاقتور ہیں۔ خواہ اقتصادی اور معاشی اعتبار سے طاقتور ہوں، یا اقتدار واختیار کے لحاظ سے۔ بڑے بڑے تاجر، بیوروکریٹ، سیاستدان، مذہبی رہنما یہ بات سمجھ لیں کہ ان کی ذمہ داری عام پاکستانی کی نسبت بہت زیادہ سنگین ہے۔ آزادی کی نعمت کی حفاظت کے بارے میں اپنے فرض اور ذمہ داری کا احساس کیجئے۔ آپ کا سب کچھ اسی صورت میں محفوظ ہے جب تک پاکستان ہے۔

قرآن شریف کا غور سے مطالعہ کیجئے۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والی قوموں کا انجام تباہی و بربادی اور ذلت ورسوائی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا قرآن مجید میں بار بار ذکر کر کے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ اگر ہم بھی اسی راستے پر چلیں گے تو ہمارا بھی وہی انجام ہوگا جو ان کا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت بار بار ہمیں بتائی کہ اس نے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کی قیادت میں فرعون کی قید اور ظلم وستم سے رہائی عطا کر کے ایک معزز اور صاحب اقتدار قوم بنایا۔ لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی ناشکری کی۔ ایک آزاد قوم بن کر اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے کی بجائے انہوں نے سرکشی، نافرمانی، گناہ اور ظلم وفساد کا راستہ اپنا لیا۔ اس کا نتیجہ قرآن مجید ان الفاظ مین بیان کرتا ہے۔

فضربت علیهم الذلة والمسكنة

''ان پر ذلت اور بیچارگی مسلط کر دی گئی''

کیا آج ہم مسلمان بھی ذلت و بدبختی کے سیاہ اندھیروں میں نہیں بھٹک رہے؟ کس قدر شرم کی بات ہے کہ چودہ کروڑ کی آبادی کا ملک پاکستان جو ایک ایٹمی طاقت بھی ہے، IMF کے اشاروں پر بجٹ بناتا ہے۔ ان کے کہنے پر

ٹیکس لگاتا ہے،ان کی ذلت آمیز شرائط پوری کر کے قرضے کی قسط حاصل کرنے کو بڑی کامیابی سمجھا جاتا ہے۔ یہ ذلت نہیں ہے تو کیا ہے؟ بارشیں یا نہیں ہوتی ہیں اور اگر ہوتی ہیں تو سیلاب آجاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرزنش نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

آیئے! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ اپنے ظالمانہ رویوں سے توبہ کریں۔اس کے دیئے ہوئے آزاد وطن میں اس کا شکرادا کرتے ہوئے اس کی اطاعت کو اپنی زندگی کا اولین اصول قرار دیں۔ یاد رکھیں کہ اگر آزادی چھن جائے تو پھر اسے دوبارہ حاصل کرنا بہت کٹھن ہوتا ہے۔کشمیر اور فلسطین کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔اپنے دشمنوں کی غلامی اختیار کر کے دنیا اور آخرت میں ذلیل وخوار ہونے سے یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم اللہ کی اطاعت اور بندگی اختیار کر کے دنیا اور آخرت دونوں میں سرافراز وسرخ رو ہوں؟

☆ ☆ ☆